ایک گارمنٹ ورکر کی روداد!

میں بھی ایک اچھی اور بہتر زندگی گزارنا چاہتی ہوں

کیس اسٹڈی: لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن

میرا نام راحیلہ (فرضی نام) ہے۔ میری عمر **32** سال ہے اور میں لاہور میں ایک کرائے کے گھر میں رہتی ہوں۔ جس کا ماہانہ کرایہ آٹھ ہزار روپے ہے۔ میری تعلیم پرائمری ہے۔ میں شادی شدہ ہوں اور میرے دو بچے ہیں۔ میں لاہور میں ایک گارمنٹ فیکٹری میں کام کرتی ہوں۔ اس فیکٹری میں شرٹس اور جیکٹس تیار کی جاتی ہیں۔ اس فیکٹری میں **500** کے قریب ورکرز کام کرتے ہیں جس میں **150** کے قریب خواتین ورکرز ہیں۔ میں یہاں **6** سال سے کلپر کے طور پر کام کر رہی ہوں جبکہ میرا شوہر دیہاڑی دار مزدور ہے جس کی ماہانہ آمدنی **5000** سے **7000** ہے جس میں گزارا بہت مشکل ہے۔

میں فیکٹری میں کام کرنے کے علاوہ گھر پر بھی کام کرتی ہوں۔ فیکٹری میں بھی پیس ریٹ اور گھر میں بھی پیس ریٹ پر کام کرنا پڑتا ہے۔ گھر میں پیس ریٹ کی نسبت فیکٹری میں کام کی اجرت بہتر ملتی ہے۔ غیر رسمی شعبہ کے مزدوروں کی تنخواہیں بہت کم ہیں اور قانونی اعتبار سے ان کو مزدور بھی نہیں مانا جاتا۔ نہ ہی انہیں مستقل بنیادوں پر کام ملتا ہے۔ ان کے پاس کام کی الگ جگہ نہیں ہوتی جس کی وجہ سے انہیں گھر کے اندر ہی کام کرنا پڑتا ہے۔

مجھے لیبر قوانین سے متعلق کوئی خاص علم نہ تھا اور نہ ہی کوئی ایسا سوچتا ہے کہ ہمیں معلومات ہونی چاہیے۔ مزدور یہ محسوس کرتے ہیں کہ انہیں بس تنخواہوں سے مطلب ہے جو مل رہی ہیں حالانکہ وہ کافی نہیں ہے۔ ہمیں اپنے حقوق بارے مکمل پتہ ہونا چاہیے تا کہ کوئی ہمارا استحصال نہ کر سکے۔ اب میں بھی مزدور حقوق پر کچھ معلومات رکھتی ہوں جو لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی میٹنگز میں جانے سے حاصل ہوئیں۔ لیبر قوانین کے مطابق رسمی شعبہ کے مزدور کو سماجی تحفظ اور بڑھاپا پنشن الاؤنس کے فوائد حاصل ہوتے ہیں لیکن بدقسمتی سے عمل درآمد کی صورتحال اچھی نہیں ہے۔ اگر مزدوروں کی یونین ہو تو وہ یہ تمام حقوق لے سکتے ہیں لیکن فیکٹریوں میں یونین سازی کی آزادی نہیں ہے۔ اگر مزدور یونین بنائیں تو انہیں کام سے فارغ کر دیا جاتا ہے۔

میں اپنی فیکٹری میں **12000** روپے ماہانہ پیس ریٹ پر کام کر کے کماتی ہوں۔ فیکٹری میں زیادہ تر مزدور کنٹریکٹ اور پیس ریٹ پر کام کرتے ہیں۔ یہ بات میرے علم میں نہیں ہے کہ حکومت نے کم از کم اجرت **17500** روپے مقرر کی ہوئی ہے۔ پاکستان میں قانون تو موجود ہیں لیکن ان پر عملدرآمد نہ ہونے کے برابر ہے۔ فیکٹری میں کام کا ماحول اچھا ہے، مناسب صفائی ستھرائی اور خواتین کے لیے علیحدہ واش روم کی سہولت موجود ہے لیکن دیگر سہولیات جیسا کہ ابتدائی طبی امداد اور ڈاکٹر کی سہولت وغیرہ نہیں ہے۔

میں محسوس کرتی ہوں کہ معاشرے میں خواتین کے بہت سے مسائل ہیں۔ خاص طور پر میرے گھر میں جہاں عورتوں کو اہمیت نہیں دی جاتی ہے۔ مردوں کو ہمیشہ ترجیح دی جاتی ہے۔ انہیں اچھی خوراک، اچھا لباس اور بڑھوتری کے بہتر مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔ مرد گھر کے سربراہ ہوتے ہیں اور عورتوں کا جائیداد میں کوئی حصہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ عورتوں کو کسی بھی قسم کی فیصلہ سازی کی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔

مجھے تجربہ ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ گلی محلوں میں اور دوران سفر اکیلی عورتوں کو شدید مشکلات پیش آتی ہیں۔ ایک عورت کو باہر جانے کے لیے مرد کے سہارے کی ضرورت پڑتی ہے، چاہے وہ مرد چھوٹا بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ کام کی جگہ پر عورتوں کو کمزور تصور کیا جاتا ہے جبکہ ہمیشہ مردوں کو اہمیت دی جاتی ہے۔ مرد اور عورت کی تنخواہوں میں بھی فرق ہے۔ مردوں کو عورتوں کی نسبت بہتر تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ جن آرڈرز کے ریٹ زیادہ ہوتے ہیں وہ ہمیشہ

مردوں کو دیئے جاتے ہیں۔ مجھے کبھی انتظامیہ کی طرف سے تفریق کا سامنا نہیں ہوا ہے لیکن مسلمان ساتھی ورکرز عیسائی مزدوروں کے ساتھ کھانا اور بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔

میں بطور ڈیلی ویجز مزدور کرتی ہوں۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ میرے کام میں ترقی نہیں ہے اور نہ ہی مجھے یونین بنانے کے طریقہ کار کے بارے میں معلومات ہے۔ میرے خیال میں میرے جیسے مزدوروں کے لیے یہاں ترقی کے کوئی امکانات نہیں ہیں۔ تمام تر فوائد مالکان کو حاصل ہیں۔

کرونا وباء کے دوران نہ کوئی کام تھا نہ انکم تھی۔ اس صورتحال کا سامنا کرنا بہت مشکل تھا۔ یہاں تک کہ اکثر اوقات ہم بھوکے رہتے تھے۔ کوئی تنظیم یا ادارہ ہم تک نہ پہنچا اور نہ کوئی امداد ملی۔ میں نے وزیر اعظم کے احساس ایمرجنسی پروگرام میں **12000** روپے کے لیے رجسٹریشن کے لیے اپلائی کیا لیکن جوابی پیغام ملا کہ آپ اس امداد کی مستحق نہیں ہیں۔ میں اب مقروض ہوں کیونکہ کئی ماہ کا مکان کا کرایہ اور بجلی، گیس کے بل واجب الادا ہیں۔ صورتحال ابھی بھی بدتر ہے کیونکہ آمدن بہتر نہیں ہے اور قرض کیوجہ سے گزارا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ میرے بچوں کی سکول فیس بھی ادا ہونا باقی ہے۔ میرا خاوند دیہاڑی دار مزدور ہے اور اس کی آمدن بھی اتنی نہیں کہ ہم اپنے اخراجات پورے کر سکیں۔ میرے پاؤں میں تکلیف ہے جو کہ سردیوں میں مزید بڑھ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اپنا کام جاری رکھنا مشکل ہو گیا ہے۔

میری خواہش ہے کہ میرے گھریلو اخراجات پورے ہو جائیں اور میں ایک بہتر اور اچھی زندگی گزار سکوں۔ میرے نزدیک کم از کم اجرت چالیس ہزار ہونی چاہیے اور ساتھ ساتھ اچھے مستقبل کے لیے دیگر سہولیات جیسا کہ مفت ادویات، مفت تعلیم اور مفت رہائش ہونی چاہیے۔

میں اپنے اور بچوں کے مستقبل کے لئے بہت پریشان رہتی ہوں اور اکثر سوچتی ہوں کہ گزارہ کیسے ہوگا۔ کیونکہ میرے پاس کوئی بچت بھی نہیں ہے۔ بچوں کی تعلیم اور شادیاں کیسے ممکن ہوں گی۔

میں کہنا چاہوں گی کہ مزدور کسی بھی ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لیے کوئی بھی حکومت ہو اسے مزدوروں کو اہمیت دینی چاہیے۔ مزدوروں کی اچھی تنخواہیں ہونی چاہئیں اور انہیں یونین سازی کا حق حاصل ہونا چاہیے۔